وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله

جہاد فی سبیل اللہ کے اساسی مقاصد

محمد مثنیٰ حسان

سلسلہ "فقہ الجہاد"

ادارہ حطین

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

جہاد فی سبیل اللہ کے اساسی مقاصد

محمد مثنّٰی حسّان

سلسلہ ''فقہ الجہاد''

ادارۂ حطین

نامِ کتاب	جہاد فی سبیل اللہ کے اساسی مقاصد
نامِ مؤلف	محمد مثنیٰ حسان
تعداد	۱۰۰۰۰
تاریخِ اشاعت	شعبان ۱۴۳۰ھ
ناشر	ادارۂ حطین
قیمت	

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾

(الأنفال:٣٩)

''اوران سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین تمام کا تمام اللہ ہی کا ہوجائے، پھر اگر وہ باز آجائیں تو اللہ ان کے اعمال خوب دیکھ رہا ہے''۔

پیش لفظ

’بلد العجائب‘ پاکستان میں جہاں کئی دیگر چیزیں ساری دنیا سے نرالی ہیں، وہیں اس کی ایک انوکھی بات یہ بھی ہے کہ یہ شاید دنیا کا وہ واحد ملک ہے جہاں جہاد کی بھی دو اقسام ہیں: قانونی جہاد اور غیر قانونی جہاد۔ ’قانونی جہاد‘ سے ہماری مراد، ان پاکستانی تنظیموں کا ’جہاد‘ ہے جن کے لیے پاکستانی خفیہ ایجنسیوں نے خود کشمیر کا دروازہ کھولا، انہیں حکومتِ پاکستان کے مفادات کے لیے استعمال کیا اور اپنے مذموم مقاصد پورا کروانے کے لیے ان تنظیموں سے جتنا تعاون ضروری تھا، اتنا تعاون بھی کیا۔ پس ان تنظیموں کو آزاد کشمیر میں تربیتی معسکرات چلانے اور دارالحکومت اسلام آباد سمیت تمام بڑے شہروں میں دفاتر کھولنے اور اپنی سرگرمیاں علانیہ جاری رکھنے کی اجازت دی گئی۔ اس سب کے بدلے ان کے قائدین کو محض ایک بات کا پابند کیا گیا کہ یہ چاہے ساری دنیا کے خلاف جہاد کی بات کریں، لیکن پاکستان میں قائم نظامِ کفر کے خلاف جہاد کا سوچیں تک نہ۔ ’جہاد‘ کی یہ قسم ’قانوناً‘ جائز ہے اور اسے پاکستانی سرکار کی پشت پناہی بھی حاصل ہے، گو کہ ’ملکی مفاد‘ کی خاطر کبھی ان کو بھی قربانی کا بکرا بننا پڑ جاتا ہے جیسا کہ آج کل بعض تنظیموں کے ساتھ عملاً ہو رہا ہے۔ (اس امر میں کوئی شک نہیں کہ ان تنظیموں میں نچلی سطح پر مخلص مجاہدین کی کوئی کمی نہیں۔ چنانچہ ہم یہاں بحیثیت مجموعی ایک تنظیم کے طور پر ان کا ذکر کر رہے ہیں، ان کے مخلص افراد یہاں موضوعِ بحث نہیں)

طاغوتی چھتری تلے چلنے والی ان تنظیموں کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ ان کے تربیتی نظام میں (جسے آئی ایس آئی نے بڑی توجہ سے ترتیب دیا ہے) اس بات کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے کہ جہاد کی نیت سے آنے والے مخلصین یہ نہ جان سکیں کہ شریعت میں جہاد فی سبیل اللہ کے اصل اہداف و مقاصد کیا ہیں۔ پس معسکرات میں تربیت کے دوران، نیز تحریر و تقریر اور ترانوں و نعروں وغیرہ کے ذریعے ایک ہی مفہوم ذہن میں راسخ کیا جاتا ہے کہ جہاد سے مقصود محض کشمیر و افغانستان کی زمین آزاد کرانا اور مظلوم ماؤں بہنوں کی مدد کرنا ہے (خواہ آزادی کے حصول اور ظلم کے خاتمے کے بعد وہاں کوئی نام نہاد مسلمان اسی

کفریہ نظامِ حکومت کو بعینہٖ اسی طرح بحال رکھے)۔ چنانچہ کفر وشرک کا خاتمہ، کفر پہ مبنی نظام ہائے حکومت کی بربادی، شریعت کا نفاذ اور خلافت کے قیام جیسے مقاصد اساسی کا قطعاً کوئی تذکرہ ان تنظیموں کے یہاں نہیں ملتا۔ پاکستانی فوج اور ایجنسیاں اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ جو شخص بھی شریعت کی روشنی میں جہاد کے مقاصد ٹھیک ٹھیک سمجھ لے گا، وہ نہ صرف کشمیر وافغانستان کے محاذوں پر لڑتے ہوئے ان کے اوامر کا پابند نہیں رہے گا، بلکہ اس کی بندوق کا رخ کسی بھی وقت کسی دوسرے علاقے میں قائم نظامِ کفر کی طرف بھی پھر سکتا ہے۔ اسی لیے وہ مجاہدین کو جہاد کے بنیادی مقاصد سے غافل رکھنے کا پورا اہتمام کرتے ہیں۔ انہی مقاصدِ جہاد کا ذہنوں میں راسخ نہ ہونا گزشتہ کئی دہائیوں سے کشمیر کی آزادی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور انہی مقاصد سے غافل ہونے کے سبب روس کے خلاف جہاد کے بعد مجاہدین کی تنظیمیں خانہ جنگی کا شکار ہوئیں۔

جہاد کی دوسری قسم پاکستان میں غیر قانونی قرار دی گئی ہے۔ یہ ان فی سبیل اللہ مجاہدین کا جہاد ہے (خواہ انہیں طالبان کا نام دیا جائے یا القاعدہ کا) جو جہاد کے معنی اور مقاصد کتاب اللہ، سنتِ رسول ﷺ اللہ اور تشریحاتِ سلف سے سمجھے ہیں۔ جو نہ صرف اپنے مظلوم بھائیوں اور بہنوں کی تکالیف دور کرنے، ان پر مسلط غاصب کفار کو پچھاڑنے اور مسلم سرزمینیں بازیاب کرانے اٹھے ہیں...... بلکہ ساتھ ہی ساتھ ان کی نگاہیں کفر وشرک کے خاتمے، کلمۂ توحید کی سربلندی اور خلافت کے قیام کے مقاصدِ اساسی پر بھی مضبوطی سے جمی ہیں۔ یہ مجاہدین آدھا نہیں، پورا کلمۂ حق کہنے کے خوگر ہیں......اور اسی لیے وہی فوج جو جہاد کی اول الذکر قسم کو فروغ دیتی ہے، اس شرعی جہاد کو لمحہ بھر برداشت نہیں کرتی، اپنی پوری قوت لے کر پہاڑوں اور غاروں تک میں ان کا تعاقب کرتی ہے اور امریکہ کے ساتھ مل کر ان کا خون بہاتی ہے۔ بلاشبہ یہ پورا منظر نامہ ان مخلصین کے لیے ایک لمحۂ فکریہ ہے جو ابھی تک 'قانونی جہاد' کرنے والی تنظیموں سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ زیرِ نظر مضمون میں یہی کوشش کی گئی ہے کہ شریعت کی روشنی میں جہاد کے اساسی مقاصد واضح کیے جائیں تا کہ ابھی تک اُس پار بیٹھے مجاہدین اپنے مؤقف پر نظرِ ثانی کریں اور اِس پار آ جانے والے مزید استقامت سے خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کی راہ پر جم جائیں۔ اللہ ہمیں 'جہاد فی سبیل اللہ' کی راہ پر استقامت اور اسی راہ پر شہادت کی موت عطا فرمائے۔ آمین!

قاری عبدالہادی

جہاد فی سبیل اللہ کے اساسی مقاصد

جہاد فی سبیل اللہ دینِ اسلام کا ایک اہم فریضہ اور نہایت افضل عبادت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ذروة سنام الإسلام الجهاد في سبيل اللّٰه".

"اسلام کے کوہان کی چوٹی جہاد فی سبیل اللہ ہے"۔

(مسند أحمد)

اللہ تعالیٰ نے جہاد ہی کے ذریعے اصحابِ رسول رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اپنے دین کو عزت و شوکت عطا فرمائی۔ امتِ مسلمہ کی سرفرازی و سربلندی اسی فریضے کی ادائیگی سے مشروط ٹھہری اور اس کو ترک کرنے پر ذلت ونکبت مسلط ہونے کی وعید بھی اتری، جس کا آج امتِ مسلمہ شکار ہے۔ پس جہاد و قتال کی راہ اپنانے میں ہی امت کی بقا ہے اور یہی راستہ دنیا میں مسلمانوں کی قوت وسطوت اور آخرت کی فوز وفلاح کا ضامن ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾ (سورة الحج ٧٨)

"اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے"۔

شریعت میں جب جہاد مشروع کیا گیا تو اس کے مقاصد بھی بیان کر دیئے گئے۔ ان مقاصد کا حصول ہی جہاد فی سبیل اللہ اور مجاہدینِ اسلام کا ہدف ہونا چاہئے۔ ان میں سے بنیادی مقاصد اعلائے کلمۃ اللہ، حاکمیتِ کفر کا خاتمہ اور بذاتِ خود کفر وشرک کا قلع قمع ہیں ۔ ان کے علاوہ حملہ آور دشمن کو پچھاڑنا، مسلمانوں کے وہ علاقے جن پر کفار غاصب ہوگئے ہوں انھیں آزاد کرانا، مستضعفین کی مدد ونصرت کرنا، کفار پر غیظ وغضب توڑنا، مسلمان قیدیوں کو چھڑانا اور غنیمت کا حصول بھی جہاد کے مقاصد میں شامل ہیں۔ لیکن زیرِ نظر مضمون میں ہم جہاد کے اساسی مقاصد کے تفصیلی بیان پر ہی اکتفاء کریں گے۔

شرک وکفر کا خاتمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾ (سورة الأنفال ۳۹)

''اوران سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین تمام کا تمام اللہ ہی کا ہو جائے''۔

اور سورۂ بقرہ میں فرمایا:

﴿وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ﴾ (البقرة:۱۹۳)

''اوران سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ ہی کا ہو جائے''۔

یہ آیات جہاد کے بنیادی مقاصد کا تعین کرتی ہیں اور واضح کرتی ہیں کہ فتنے کا خاتمہ ایک اساسی مقصدِ جہاد ہے۔ اکثریتِ مفسرین نے فتنہ کا ایک معنیٰ ''شرک'' بیان کیا ہے۔ امام ابن جریر طبریؒ (م ۳۱۰ھ) اس آیت کے ذیل میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

''(وقاتلوهم حتٰى لا تكون فتنة) يعنى حتٰى لا يكون شرك''.

''اوران سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے، یعنی یہاں تک کہ شرک باقی نہ رہے''۔

امام حسنؒ، امام قتادہؒ، اور امام سدیؒ نے بھی فتنہ سے ''شرک'' ہی مراد لیا ہے۔ عبدالرحمٰنؒ بن زید اس آیت کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ:

''حتٰى لا يكون كفر''. یعنی ''یہاں تک کہ کفر باقی نہ رہے''۔

امام طبریؒ اسی آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''فقاتلوهم حتٰى لا يكون شرك ولا يعبد إلا الله وحده لا شريك له''.

''پس ان سے قتال کرو یہاں تک کہ شرک باقی نہ رہے اور اللہ وحدہ لاشریک لہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے''۔

(تفسير الطبري؛ سورة الأنفال)

امام جصاصؒ (م ۳۷۰ھ) فرماتے ہیں:

''يوجب فرض قتال الكفار حتٰى يتركوا الكفر''.

''یہ (آیت) کفار کے خلاف قتال کو فرض قرار دیتی ہے یہاں تک کہ وہ کفر چھوڑ دیں''۔

(أحكام القرآن؛ جلد ۱، سورة البقرة)

امام ناصرالدین بیضاویؒ (م۶۹۱ھ) لکھتے ہیں:

"......لا یوجد فیھم شرك".

"......(ان سے قتال کرو یہاں تک کہ) ان میں شرک نہ رہے"۔

(أنوار التنزیل وأسرار التأویل؛ سورة الأنفال)

دنیا میں سب سے بڑا ظلم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے، چاہے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں یا اس کی ربوبیت والوہیت میں شریک ٹھہرایا جائے۔ چنانچہ اس شرک وکفر، اس کے ذرائع ومظاہر اور اس کی تمام جدید وقدیم اقسام...... بتوں اور قبروں کی پرستش سے لے کر وطن پرستی اور سیکولرازم جیسے جدید شرکیہ نظریات تک...... ہر نوع کے شرک وکفر کا کلی خاتمہ جہاد کا اساسی مقصد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بعثت بین یدي الساعة بالسیف حتٰی یعبد اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ..."

"مجھے قیامت تک کے لئے تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے، یہاں تک کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی جانے لگے......"

(مسند أحمد ومصنف ابن أبي شیبة وشعب الإیمان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی سیرتِ طیبہ سے یہ بات واضح ہے کہ انھوں نے دنیا سے شرک کی نجاست ختم کرنے کی خاطر تلوار اٹھائی اور اسی تلوار کے ذریعے، جہاں تک ان کا بس چلا، شرک و کفر کو ختم کرتے گئے۔ بلاشبہ انہوں نے کبھی کسی کی گردن پہ تلوار رکھ کر اسے کلمہ پڑھنے پر مجبور نہیں کیا، لیکن یہ بھی ایک مسلم حقیقت ہے کہ یہ قتال ہی کا اثر اور تلوار کا رعب تھا کہ وہ مشرکینِ مکہ جو ۲۱ برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنے رہے، جو مکہ مکرمہ میں ۱۳ برس تک آیاتِ قرآنی اور فرامینِ نبویؐ بزبانِ نبیؐ سننے کے باوجود اسلام قبول کرنے سے انکاری رہے، جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں دس ہزار (۱۰،۰۰۰) صحابہؓ کے لشکر کو مکہ میں داخل ہوتے دیکھا تو اپنے کفر کو ترک کر کے جوق در جوق اسلام میں داخل ہو گئے۔

پس مجاہدینِ اسلام پر لازم ہے کہ وہ اس اہم مقصدِ جہاد کو نگاہوں میں رکھتے ہوئے ہی اپنے عسکری و دعوتی منصوبے ترتیب دیں۔ معاشرے میں سرایت کردہ (جدید وقدیم) شرکیہ عقائد وتصورات کے خلاف بولنا اور لکھنا، اور کفر وشرک کے مظاہر کو بزورِ بازو ختم کرنا مجاہدین کے اولین فرائض میں سے ہے۔

بالخصوص جن علاقوں میں مجاہدین کو قوت وتمکین حاصل ہوتی جائے وہاں توحید کی دعوت عام کرنے اور شرک وبدعت کو جڑ سے اکھاڑنے پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

قوت وشوکتِ کفار کا خاتمہ

دنیا سے کفار کی قوت اور کفر کی حاکمیت کو نابود کرنا بھی جہاد کا بنیادی مقصد ہے، کیونکہ قوت اگر کفار کے پاس ہو تو اسلام مغلوب ہوگا، مسلمانوں پر زندگی تنگ ہوگی، ان کا دین پر عمل کرنا مشکل ہوگا اور شدید کفر و فساد پھیل جائے گا۔ امام جصاصؒ آیت ﴿**وقاتلوھم حتٰی لا تکون فتنۃ**﴾ کے تحت فتنہ کی تفسیر کچھ اس طرح کرتے ہیں:

"**إن الفتنة هي الإختبار، والكفر عند الإختبار إظهار الفساد**".

''فتنہ دراصل آزمائش کو کہتے ہیں، اور کفر بھی اظہارِ فساد (یعنی غلبۂ فساد) کی صورت میں ایک آزمائش ہے''۔

(أحكام القرآن؛ جلد ۱، سورة البقرة)

چنانچہ قتال کا ایک اساسی مقصد یہ ہوا کہ اللہ کی زمین سے فساد ختم کر دیا جائے اور کفار کی طاقت مٹا دی جائے تاکہ مسلمانوں کو دینِ اسلام پر عمل سے روکنے اور آزمائشوں میں مبتلا کرنے والی کوئی قوت باقی نہ بچے۔ امام جصاصؒ سورۂ انفال کی آیت کے ذیل میں محمدؒ بن اسحاق کا یہ قول لکھتے ہیں:

"**حتٰی لا يفتتن مؤمن عن دينه**".

''(ان سے قتال کرو یہاں تک کہ وہ وقت آجائے جب) کسی مومن کو اپنے دین کے معاملے میں فتنے کا سامنا نہ رہے (یعنی مومن کو دین سے ہٹانے والے تمام اسباب مٹا ڈالے جائیں)''۔

(أحكام القرآن؛ جلد ۳، سورة الأنفال)

امام طبریؒ اس آیت کا ایک معنی یہ بیان کرتے ہیں:

"......**فيرتفع البلاء عن عباد الله من الأرض**".

''......(ان سے قتال کرو یہاں تک کہ) زمین میں کہیں بھی اللہ کے بندوں پر (کافروں کی جانب سے مسلط کردہ) آزمائش و بلاء باقی نہ رہے''۔

(تفسير الطبري؛ سورة الأنفال)

مولانا قاضی ثناء اللہؒ پانی پتی، صاحبِ تفسیر مظہری (م ۱۲۲۵ھ) لکھتے ہیں:

"﴿حتّٰی لا تکون فتنۃ﴾ أي: فساد في الأرض، یعني حتّٰی یسلموا أو یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون".

"((یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے)) سے مراد یہ ہے کہ زمین پر فساد باقی نہ رہے؛ یعنی یہاں تک کہ یا تو وہ اسلام قبول کر لیں یا پھر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اور ذلیل بن کر رہیں"۔

(تفسیر المظھري؛ سورۃ الأنفال)

دینِ اسلام کسی طور کفار کی قوت اور زمین کے کسی حصے پر ان کی حاکمیت کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔ یہ زمین اللہ کی ہے، یہاں بسنے والے انسان (خواہ مسلمان ہوں یا کافر) اللہ ہی کے بندے اور غلام ہیں......پس ان پر حکومت بھی اللہ ہی کے قانون کے مطابق ہوگی۔ قوت اور حکومت جب تک کفر کے ہاتھ میں رہتی ہے، کفار کی ایک وسیع آبادی اپنے رب کی بندگی کرنے کی بجائے رب کے ساتھ کفر و شرک کرنے پر مجبور ہوتی ہے اور حق سے نابلد رہتی ہے۔ اور جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے تو وہ اس حال میں کفار کے ظلم و ستم کا شکار ہوتے ہیں، جاہلی تہذیب اور کفری قوانین کی جکڑ بندیوں میں گرفتار ہوتے ہیں اور ان کے لئے دینِ اسلام پر عمل پیرا ہونا نہ صرف دشوار بلکہ بعض اوقات ناممکن ہو جاتا ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جہاد کی مشروعیت کا ایک اساسی مقصد یہ بیان کیا کہ دنیا میں کفر کی حاکمیت اور اس کی قوت و شوکت ختم کر دی جائے۔ ان سے قتال کیا جائے یہاں تک کہ کفر کے نظام زمیں بوس ہو جائیں اور کفار یا تو اسلام قبول کر لیں، یا پھر مسلمانوں کو جزیہ ادا کرتے ہوئے ذلیل، حقیر اور تابع فرمان بن کر رہیں اور ان کے لئے معاشرے میں کوئی عزت باقی نہ بچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی سرزمینِ حجاز میں مشرکین کی قوت توڑی اور وہاں شوکتِ کفر کا خاتمہ ہوا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد صحابۂ کرامؓ نے روم و فارس کی سلطنتوں کا خاتمہ کیا اور وہاں کفر کی حاکمیت کی جگہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کی۔

پس مجاہدینِ اسلام پر بھی لازم ہے کہ آج وہ یہود کی سربراہی میں عالمی سطح پر قائم نظامِ کفر کے خاتمے کو اپنا بنیادی ہدف جانیں۔ اسی نظامِ کفر نے سیاسی، اقتصادی، عسکری، ابلاغیاتی، فکری و عقائدی......ہر سطح پر امت کو مغلوب رکھنے اور اسے اس کے دین سے ہٹا کر راہِ ارتداد پر لے جانے کا پورا انتظام کر رکھا ہے۔ مسلم علاقوں میں قائم نظام ہائے کفر بھی دراصل کوئی علیحدہ اور خود مختار نظام نہیں، بلکہ اسی عالمی نظامِ

کفر کے مقامی نمونے ہیں۔پس جب تک عالمی ومقامی سطح پر یہ فتنہ قائم ہے، کفار کی قوت برقرار ہے، جہاد کو جاری رکھنا ہوگا اور مجاہدین کو کفار کی قوت وشوکت توڑ کر ہی دم لینا ہوگا۔

اعلائے کلمۃ اللہ

جہاد فی سبیل اللہ کا ایک نہایت اساسی مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہے......یعنی دنیا میں شرک وکفر کی جگہ توحیدِ باری تعالیٰ عام ہوجائے ،اطاعت وبندگیٔ غیر اللہ کی جگہ اللہ واحد وقہار ہی کی عبادت کی جانے لگے ،انسانوں کی حاکمیت کی جگہ رب کی حاکمیت (بصورتِ خلافت) قائم ہوجائے اور اسلام کی دعوت کو بہ کو پھیل جائے۔ پہلے ذکر کی گئی سورۂ انفال کی آیت کے دوسرے حصہ میں اسی کا تذکرہ ہے۔امام قتادہؒ کا قول ہے:

"﴿و يكون الدين كله لله﴾، حتٰى يقال لا إله إلا اللّٰه، عليها قاتل نبي اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وإليها دعا".

"((اور دین تمام کا تمام اللہ کا ہوجائے)) سے مراد ہے: (ان سے قتال کرو) یہاں تک کہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کیا جانے لگے؛اسی کلمے کی خاطر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال کیا اور اسی کی طرف آپؐ نے دعوت دی"۔

امام طبریؒ رقم طراز ہیں:

"حتٰى تكون الطاعة والعبادة كلها للّٰه خالصة دون غيره".

"(ان سے قتال کرو) یہاں تک کہ اطاعت وعبادت،سب اللہ ہی کے لیے خالص ہوجائے"۔

(تفسير الطبري؛ سورة الأنفال)

امام ابنِ کثیرؒ (م۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

"يكون دين اللّٰه هو الظاهر العالي على سائر الأديان".

"(ان سے قتال کرو یہاں تک کہ)اللہ کا دین باقی تمام ادیان پر غالب وعالی ہوجائے"۔

(تفسير ابن كثير؛ سورة البقرة)

علامہ آلوسیؒ (م۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں:

"و تضمحل الأديان الباطلة كلها، إلا بهلاك أهلها جميعًا أو برجوعهم عنها خشية القتل".

’’(ان سے قتال کرو یہاں تک کہ) تمام ادیانِ باطلہ مغلوب ہو جائیں؛ یا تو اس طرح کہ ان کے ماننے والے سب ہلاک ہو جائیں یا پھر وہ قتل کے خوف سے اپنا دین چھوڑ دیں‘‘۔

(روح المعاني؛ سورة الأنفال)

اور دینِ اسلام ادیانِ باطلہ پر اسی وقت حاوی ہو پائے گا جب بالفعل اسلام و مسلمانوں کو کفار پر غلبہ و استیلاء حاصل ہو جائے، خلافت قائم ہو جائے اور کفار کے پاس ذرا اختیار نہ رہے۔ امام مظہریؒ آیت ﴿ویکون الدین کله للّٰه﴾ کے ذیل میں کہتے ہیں:

’’ليس المراد بالدين ههنا ملة الإسلام و ما يتعبد اللّٰه به.... بل المراد منه القهر و الغلبة والإستيلاء والسلطان والملك والحكم‘‘.

’’یہاں دین سے مراد نہ تو ملتِ اسلام ہے اور نہ ہی مراسمِ عبودیتِ رب...... بلکہ اس سے مراد قہر، غلبہ، قبضہ، اقتدار، سلطنت اور اختیار (کا اللہ کے لیے خالص ہو جانا) ہے‘‘۔

(تفسير المظهري؛ سورة الأنفال)

امام بخاری کی روایت کردہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’أمرت أن أقاتل الناس حتٰى يشهدوا أن لا إله إلا اللّٰه وأن محمد رسول اللّٰه، ويقيموا الصلٰوة ويؤتوا الزكوة. فإذا فعلوا ذلك عصموا مني دمائهم وأموالهم إلا بحق الإسلام، وحسابهم على اللّٰه‘‘.

’’مجھے حکم ہوا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے رسول ہیں، اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ پس جب وہ یہ کرنے لگیں تو انھوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچا لیا، سوائے اس حق کے جو اسلام میں ان پر مقرر ہے، اور ان کا حساب تو اللہ کے ذمے ہے‘‘۔

(صحيح البخاري؛ كتاب الإيمان، باب ’’فإن تابوا وأقاموا الصلٰوة وأتوا الزكٰوة فخلوا سبيلهم‘‘)

حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’المراد بما ذكر من الشهادة وغيرها: التعبير عن إعلاء كلمة اللّٰه وإذعان المخالفين، فيحصل في بعض بالقتل وفي بعض بالجزية وفي بعض بالمعاهدة‘‘.

''یہاں (لا الہ الا اللہ کی) شہادت اوراس کے علاوہ (اقامتِ نمازاورادائیگیٔ زکوٰۃ) سے مراد اللہ کے کلمے کا بلند ہونا اور مخالفینِ حق کا زیر ہونا ہے۔ یہ مقصد کہیں قتل کے ذریعے حاصل ہوتا ہے، کہیں جزیے اور کہیں معاہدے کے ذریعے''۔

(فتح الباري؛ كتاب الإيمان، باب ''فإن تابوا وأقاموا الصلٰوة وأتوا الزكٰوة فخلوا سبيلهم'')

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''...من قاتل لتكون كلمة اللّٰه هي العليا فهو في سبيل اللّٰه''.

''......جو اس لئے لڑے کہ اللہ کا کلمہ ہی بلند ہو، تو وہی دراصل اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے''۔

(صحيح البخاري؛ كتاب الجهاد والسير، باب من قاتل لتكون كلمة اللّٰه هى العليا)

ملاعلی قاریؒ (م۱۰۱۴ھ) اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

''وكلمة اللّٰه عبارة عن دين الحق لأن اللّٰه تعالٰى دعا إليه وأمر الناس بالإعتصام به.... وأفاد الإختصاص أي لم يقاتل لغرض من الأغراض إلا لإظهار الدين، واللّٰه أعلم''.

''اور ((اللہ کے کلمے)) سے یہاں مراد ہے دینِ حق؛ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کی طرف بلایا ہے اور انسانوں کو اسی سے چمٹے رہنے کا حکم دیا ہے......اور اس اختصاص سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فقط وہی شخص اللہ کی راہ میں لڑنے والا کہلائے گا جو غلبۂ دین ہی کی غرض سے قتال کرے، واللہ اعلم''۔

(مرقاة المفاتيح شرح مشكٰوة المصابيح؛ كتاب الجهاد)

درحقیقت اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کو عزت اور عظمت کے ساتھ ہی نازل کیا ہے۔ اسلام کا یہ مزاج سمجھنے کے لئے درج ذیل واقعہ ہی کافی ہے:

فتحِ مکہ کے موقع پر صحابیٔ رسولؐ حضرت عائذؓ بن عمرو اور ان کے ہمراہ حضرت ابوسفیانؓ (جو اس وقت تک مشرک تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو صحابہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ''یہ ابوسفیان ہے اور یہ عائذؓ بن عمرو''۔ جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''هذا عائذ بن عمرو وأبو سفيان، الإسلام أعز من ذلك، الإسلام يعلو ولا يعلٰى''.

’’(بلکہ یوں کہو کہ) یہ عائذؓ بن عمرو ہیں اور یہ ابوسفیان (یعنی پہلے مسلمان کا نام لو)؛ اسلام اس سے کہیں زیادہ معزز ہے، اسلام غالب رہتا ہے اور کسی سے مغلوب نہیں ہوتا‘‘۔

(سنن البيهقي؛ باب ذكر بعض من صار مسلما بإسلام أبويه أو أحدهما من أولاد الصحابةؓ)

پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا بھی برداشت نہیں کیا کہ مشرک کا نام مسلمان سے پہلے لیا جائے تو یہ کیسے قابلِ برداشت ہوسکتا ہے کہ کفر بحیثیتِ مجموعی غالب اور اسلام مغلوب ہو، اور کفار مسلمانوں پر حاکمیت کریں۔

چنانچہ مذکورہ بالا اقوال سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ’’اعلائے کلمۃ اللہ‘‘ سے یہی مراد ہے کہ اسلام کو عقائد و افکار، عبادات و طاعات، سیاست و حکومت ......غرض ہر اعتبار سے غالب کر دیا جائے؛ اور یہی ’’اعلائے کلمۃ اللہ‘‘ جہاد فی سبیل اللہ کا بنیادی مقصد ہے۔

اسلام کا جزوی نفاذ قطعاً مقصود نہیں

مندرجہ بالا بحث میں ایک نہایت اہم نکتہ یہ ہے کہ ان مقاصد کا کامل حصول ہی اللہ تعالیٰ کو مقصود ہے، جزوی نہیں۔ اس کو یوں سمجھیں کہ اگر کفار کی مدافعت میں جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ انجام دیا جائے یہاں تک کہ دین و شریعت کے بعض احکامات نافذ ہو جائیں اور کچھ کفری احکام بھی جاری رہیں تو اسلام اس کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا۔ شریعت کی رو سے جہاد و قتال اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ کفر کی حاکمیت پوری طرح ختم نہ ہو جائے اور پورے کا پورا دین نافذ نہ ہو جائے...... یہی اعلائے کلمۃ اللہ کی صحیح تعبیر ہے۔ امام عبدالرحمٰنؒ بن زید ﴿ويكون الدين كله لله﴾ کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ:

’’لا يكون مع دينكم كفر‘‘.

’’(کفار سے قتال کرو یہاں تک کہ) تمہارے دین کے ساتھ (کچھ) کفر باقی نہ رہے‘‘۔

(تفسير الطبري؛ سورة الأنفال)

امام ابنِ تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

’’قال اللّٰه تعالٰى: ﴿وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله﴾ فإذا كان بعض الدين لله وبعضه لغير الله وجب القتال حتى يكون الدين كله لله‘‘.

’’اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ((اور ان سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین کامل اللہ کے لئے ہو جائے)) پس اگر یہ حال ہو کہ کچھ دین اللہ کے لئے ہو اور کچھ غیر اللہ کے لئے تو

قتال فرض ہوجائے گا، یہاں تک کہ دین کامل اللہ ہی کے لئے ہوجائے''۔

(فتاویٰ ابن تیمیہؒ)

پس اگر جہاد کے ذریعے دیگر مقاصد حاصل ہو بھی جائیں مثلاً غاصب کفار مسلم سرزمینوں سے نکال دیئے جائیں اور مسلمانوں کو ظلم وعدوان سے نجات مل جائے ......لیکن اس کے بعد بھی ان سرزمینوں میں دین پورا اللہ کے لئے نہ ہو، کفری نظام رائج رہے اور خلافت وامارت کا قیام عمل میں نہ آئے، تو جہاد ساقط نہیں ہوگا بلکہ اس وقت تک جاری رہے گا کہ جب تک نظامِ خلافت قائم نہ ہوجائے۔

جہاد، عصرِ حاضر میں

اس وقت دنیا کا منظر نامہ اور امتِ مسلمہ کی حالتِ زار سب کے سامنے ہے۔ بہت سی مسلم سرزمینیں کئی صدیوں سے کفار کے تسلط میں ہیں مثلاً اندلس، جنوبی فرانس، فلپائن، سائبیریا، روس و چین کے کچھ علاقے اور ایتھوپیا سمیت افریقہ کے بعض ممالک۔ خلافتِ عثمانیہ کے سقوط کے بعد سے تو بالخصوص کفار کی تمام اقوام امتِ مسلمہ پر چہار جانب سے حملہ آور ہیں۔ امریکہ اور دیگر کافر قوموں نے بہت سے مسلم خطوں کو تختۂ مشق بنا رکھا ہے جن میں فلسطین، افغانستان، عراق، شیشان، صومالیہ اور کشمیر شامل ہیں۔ افغانستان، عراق اور صومالیہ کے بعض علاقوں پر محیط امارتِ اسلامیہ کے علاوہ باقی تمام مسلم ممالک میں کفار کے آلہ کار حکمرانی کے مناصب پر قابض ہیں اور وہاں کفری نظامِ حکومت اور قوانین رائج ہیں۔ امریکہ کی قیادت میں مغرب سراپا کفر وشرک ''جمہوریت'' اور ''سرمایہ دارانہ نظام'' کو امتِ مسلمہ پر مسلط کر رہا ہے۔ ان حالات میں علمائے حق نے تمام عاقل و بالغ مسلمانوں پر جہاد کو فرضِ عین قرار دے رکھا ہے اور الحمدللہ، مجاہدین کا مبارک گروہ حق پر قائم **قاھرین علی عدوھم** کے مصداق کفار کے خلاف امت کا ہراول دستہ بنا ہوا ہے۔

پس مجاہدینِ اسلام پر لازم ہے کہ وہ اپنے منہج اور مقاصد کو واضح رکھیں تا کہ جہاد محض مسلم سرزمینوں سے حملہ آور دشمن کو دفع کرنے تک محدود نہ رہے؛ بلکہ یہ جہاد امتِ مسلمہ میں در آنے والے کفریہ عقائد، قدیم و جدید شرکیہ تصورات، مراسمِ عبودیت سے لے کر ایوان ہائے اقتدار تک پھیلی ہوئی مختلف انواعِ کفر، شرکیہ جمہوری نظامِ حکومت، مغربی صہیونی سرمایہ دارانہ نظام، انسانوں کے وضع کردہ جاہلی بین الاقوامی قوانین، وطن پرستی کی بنیاد پر قائم ہونے والی مصنوعی سرحدات اور اقوامِ متحدہ، سلامتی کونسل، آئی ایم ایف، عالمی بینک جیسے اداروں کی شوکت وقوت کے مکمل خاتمے اور اس سب کی جگہ رب کی شریعت

کے نفاذ ،کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کے کامل اظہار، دینِ اسلام کی سربلندی اور خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام تک جاری رہے۔

راہِ حق پر استقامت اور دینِ حق کی نصرت

اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَکَفَرَتْ طَّآئِفَۃٌ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّھِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰھِرِیْنَ﴾

(الصف :۱۴)

''اے ایمان والو! اللہ کی نصرت کرنے والے بنو، جس طرح عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے حواریوں کو خطاب کر کے کہا تھا: کون ہے اللہ کی طرف (بلانے) میں میرا ناصر و مددگار؟ اور حواریوں نے جواب دیا تھا: ہم ہیں اللہ کے مددگار۔ اس وقت بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور دوسرے گروہ نے انکار کیا۔ پھر ہم نے ایمان لانے والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں تائید کی اور وہی غالب رہے''۔

یہ وقت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کے لئے اٹھنے کا وقت ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے اللہ کے دین کی نصرت کی تھی۔ پس مجاہدین و مومنین اپنے دلوں میں اخلاص کو جگہ دیں، حق پر استقامت اختیار کریں، دینِ اسلام کی جان و مال سے نصرت کریں اور راہِ جہاد پر صبر و ثبات کے ساتھ قائم رہیں، یہاں تک کہ دنیا سے شرک کا خاتمہ ہو جائے اور چشمِ فلک افقِ عالم پر وہ سورج طلوع ہوتا دیکھے کہ جس کی کرنیں خلافتِ اسلامیہ کی صبحِ اول کی نوید بن کر اہلِ ایمان پر چھائیں اور اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے۔ اسی کے بدلے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نصرت اترے گی اور آخرت میں جنتوں میں انبیاء، صدیقین، شہداء وصالحین کی رفاقت نصیب ہوگی، ان شاء اللہ!

﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ﴾

(الغافر :۵۱)

’’یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں اور اس روز بھی کریں گے، جب گواہ کھڑے ہوں گے‘‘۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين!

مطبوعاتِ حطین

☆کفار سے براءت کا قرآنی عقیدہ	مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ
☆مسلمانوں کے تعلقات کی اساس؛ لا الہ الا اللہ	سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ
☆چہروں کی نہیں، کفریہ نظام کی تبدیلی مقصود ہے!	قاری عبد الہادی
☆ من لی بھذا الخبیث؟ (کون ہے جو میری حرمت کی خاطر اس خبیث سے نمٹے؟)	محمد مثنیٰ حسان
☆یہ تہذیبی تصادم نہیں، صلیبی جنگ ہے!	مولانا ابو محمد یاسر
☆مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟	شیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ
☆استاد المجاہدین؛ استاد یاسر کے ساتھ ادارۂ حطین کی گفتگو	مترجم: محمد مثنیٰ حسان
☆اور فتح کی خبریں آنے لگیں!	قاری عبد الہادی
☆درسِ حدیثِ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ	شیخ ابو عبد اللہ حفظہ اللہ

زیرِ طباعت

☆حکمرانوں کی قربت سے بچو!

(امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "**ما رواہ الأساطین في عدم المجيء إلى السلاطين**" کا اردو ترجمہ) مترجم: مولانا عبید الرحمٰن

......ادارۂ حطین کی تمام مطبوعات اپنے قریبی کتب خانوں سے طلب کی جاسکتی ہیں!......

''مجاہدینِ اسلام پر لازم ہے کہ وہ اپنے منہج اور مقاصد کو واضح رکھیں تا کہ جہاد محض مسلم سرزمینوں سے حملہ آور دشمن کو دفع کرنے تک محدود نہ رہے؛ بلکہ یہ جہاد امتِ مسلمہ میں در آنے والے کفریہ عقائد، قدیم و جدید شرکیہ تصورات، مراسمِ عبودیت سے لے کر ایوان ہائے اقتدار تک پھیلی ہوئی مختلف انواعِ کفر، شرکیہ جمہوری نظامِ حکومت، مغربی صہیونی سرمایہ دارانہ نظام، انسانوں کے وضع کردہ جاہلی بین الاقوامی قوانین، وطن پرستی کی بنیاد پر قائم ہونے والی مصنوعی سرحدات اور اقوامِ متحدہ، سلامتی کونسل، آئی ایم ایف، عالمی بینک جیسے اداروں کی شوکت وقوت کے مکمل خاتمے اور اس سب کی جگہ رب کی شریعت کے نفاذ، کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کے کامل اظہار، دینِ اسلام کی سربلندی اور خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام تک جاری رہے''۔